مجلس 11

محبت الٰہی

محبت الٰہی کی کیفیات:

ارشاد فرمایا کہ روحانیت کی نسبت حرام ہے اس شخص پر جس کے ذمہ حقوق العباد ہوں۔ حضرت شیخ شبلیؒ نے گورنری چھوڑ کر اس راہ عشق میں قدم رکھا تھا اس لئے ان پر واردات بھی عجیب ہوتی تھیں لیکن انہوں نے سچی توبہ کی تھی۔ جس کے حقوق ضائع کئے تھے سب کے پاس جا جا کر معاف کروائے۔ انہوں نے ایسی توبہ کی تھی جسے توبۃ النصوح کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی کے مجاہدے اور قربانی کو ضائع تو نہیں کرتے۔ حضرت شبلیؒ کی قربانیوں کی وجہ سے ان پر محبت الٰہی کا بہت غلبہ ہوتا تھا۔ ایک دفعہ ایک نوجوان نے عرض کیا کہ حضرت! مجھے اللہ سے واصل کر دیں۔ حضرت شبلیؒ نے اللہ تعالیٰ کا نام ''اللہ'' کچھ اس انداز اور کچھ اس سوز سے لیا کہ وہ نوجوان فوت ہو گیا۔ قاضی کی عدالت میں مقدمہ ہوا۔ واقعہ بتایا گیا تو قاضی صاحب کو بھی ان کی زبان سے اللہ کا نام سن کر مزہ آ گیا۔ چنانچہ مقدمہ خارج کر دیا گیا۔

عید کے دن حضرت شبلیؒ چوراہے پر بیٹھے تھے اور بڑے غمزدہ تھے لوگوں نے پوچھا کیا ہوا؟ فرمایا، کہ لوگوں کے دلوں سے اللہ کا دھیان نکل چکا ہے اس کا غم ہے۔

غموں سے کام لے اکبر
غم بڑا مدرک حقائق ہے

قربانیاں ضروری ہیں:

ایک دفعہ ایک بزرگ بیٹھے ہوئے تھے انہیں مرغ مسلم ملتے تھے اور قسم قسم کی نعمتیں ملتیں تھیں۔ ایک گھاس کاٹنے والے بھی وہاں آ بیٹھے تو اسے دال ساگ ملتا تھا۔ یہ گھاس والے حیران ہوئے کہ مجھے دال ساگ کیوں ملتا ہے؟ الہام ہوا، شہزادہ تھا قربانیاں دے کر آیا ہے اس لئے اسے اس کی قربانیوں کے بقدر ملتا ہے۔ اس راستے میں قربانیاں کرنی پڑتی ہیں تب کہیں بات بنتی ہے بلکہ بعض اوقات تو جان کی بازی بھی لگانی پڑتی ہے۔

اللہ کی رحمت:

ارشاد فرمایا ایک دفعہ حضرت شبلیؒ پر الہام ہوا، کیا تو چاہتا ہے کہ تیرے عیب لوگوں پر ظاہر کر دوں تو تمہیں کوئی منہ لگانے والا نہ ہو۔ حضرت شبلیؒ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا، کہ یا اللہ! تو چاہتا ہے کہ میں تیری رحمت کو کھول کر بیان کر دوں تو تجھے کوئی سجدہ کرنے والا نہ ہو۔ الہام ہوا، نہ تو بیان کرنا نہ میں بیان کروں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ سے محبت اور راز و نیاز کی باتیں ہوتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ اللہ نے خود فرمایا ہے كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (اللہ نے اپنے اوپر رحمت کو ضروری کر رکھا ہے) اب بھی اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف قدم نہ بڑھائے تو یہ اس کی بدبختی ہے یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ قیامت کے دن ایک ایسا بھی وقت آ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اتنا ورود ہوگا کہ شیطان کو بھی امید لگ جائے گی کہ شاید مجھے بھی بخش دیا جائے۔

اشعار محبت:

بعض لوگوں نے اللہ کی محبت میں عجیب و غریب اشعار کہے ہیں جو انسان کی اللہ تعالٰی سے محبت کو بڑھاتے ہیں کیونکہ بعض اشعار بھی حکمت میں سے ہوتے ہیں۔ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً (بے شک بعض اشعار حکمت میں سے ہوتے ہیں)

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے
جو مضطرب ہے اس کو ادھر التفات ہے
آخر خدا کے نام میں کوئی تو بات ہے
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی
آدمی کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق
شاخ گل میں جس طرح باد سحر گاہی کا نم
احوال محبت میں کچھ فرق نہیں ایسا
سوز و تب تاب اول سوز تب تاب آخر
نہ محتاج سلطاں نہ مرعوب سلطاں
محبت ہے آزادی و بے نیازی
ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی
یہ بھی کیا کم ہے کہ ہم تیری تمنا میں جئیں
لطف منزل نہ سہی خواہش منزل ہی سہی

مجلس 12

اپنے آپ کو مٹانا

اسلام آباد میں حضرت جی دامت برکاتہم نے 14\11\96 کو مندرجہ ذیل ملفوظات بعد فجر بیرون ملک روانگی سے پہلے ارشاد فرمائے۔ اس دورہ میں نیویارک جانا تھا اور اس کے بعد روس کی آزاد ریاستوں میں تبلیغی دورہ کرنا تھا۔

تصوف کیا ہے؟

ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ علامہ سید سلیمان ندویؒ نے حضرت تھانویؒ سے پوچھا کہ تصوف کیا ہے؟ حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو مٹا دینے کا نام تصوف ہے۔

اللہ کا کمال اور مہربانی:

ارشاد فرمایا یہ "میں" مٹانا بہت ضروری ہے جب تک کسی میں بھی "میں" کا دعویٰ ہے وہ نااہل ہے۔ اگر کسی میں کوئی خوبی نظر آئے تو یہ ہمارا اپنا کمال نہیں ہے بلکہ اللہ کی مہربانی ہے کہ ہم جیسوں میں اس نے خیر کا مادہ رکھ دیا ہے۔ ہماری نالائقیوں کے باوجود اس نے لوگوں کے دلوں میں ہمیں بے

عزت نہیں کیا ورنہ اگر اللہ تعالیٰ بے عزت کرنے پر آئے تو انسان گھر بیٹھے بیٹھائے بے عزت ہو جاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ دل کے خیالات پر ہی پکڑ فرمانی شروع کر دیتے تو کتنے لوگ پکڑے جاتے اور بے عزت ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ کی کتنی مہربانی ہے کہ اس نے دل کے خیالات پر پکڑ نہیں فرمائی۔ اگر دل کے خیالات مجسم ہو جاتے تو ہم میں سے کتنے پارسا بدمعاش نظر آتے۔

انسان کا بننا:

جب نفس امارہ نفس مطمئنہ بن جاتا ہے تو پھر انسان کو اپنے اندر کوئی خیر نظر نہیں آتی۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

اسی مٹنے کا نام تصوف ہے مگر یہ مٹنا بڑا مشکل ہے۔ انسان اپنی ''میں'' کو مٹاتا ہے تو پھر اصل انسان بنتا ہے۔ جو بنتا ہے یا کسی کو بناتا ہے وہ پتہ پاتا ہے۔

میں کے نکالنے کا طریقہ:

ارشاد فرمایا، ہمارے بزرگ ''میں'' کی بجائے فقیر کا لفظ استعمال کرتے تھے ایسا لفظ استعمال کرنے سے بھی احتیاط کرتے تھے جس سے بڑائی کا احساس ہو۔ یہ ''میں'' عبادت کے ساتھ ساتھ بھی بڑھتی رہتی ہے اس ''میں'' کو شیخ کی توجہ ہی نکال سکتی ہے۔ حتیٰ کہ تقویٰ پرہیزگاری اور عبادات کے ساتھ ساتھ ''میں'' بھی بڑھتی جاتی ہے اس ''میں'' کے نکالنے کے لئے ذکر کا دوام اور

صحبت شیخ ضروری ہے۔

قال را بگذار مرد حال شو
پیش مردے کاملے پامال شو

ڈانٹ ڈپٹ کا فیض:

ارشاد فرمایا، معمولات کا اپنا فیض ہے اور شیخ کی ڈانٹ ڈپٹ کا اپنا فیض ہوتا ہے۔ جب شیخ ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے تو اس کی مثال ڈاکٹر کی طرح ہوتی ہے۔ ڈاکٹر نشتر چلاتا ہے اور ناسور میں سے فاسد مادہ نکالتا ہے اسی طرح شیخ اپنے ڈانٹ ڈپٹ کے نشتر کے ذریعے "میں" کو مٹاتا ہے اور مرید کی اصلاح کرتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ اولاد کسی کی ہوتی ہے اور اصلاح کے لئے شیخ تہجد میں دعائیں کرتا ہے۔

خدائی اور رسالت کا دعویٰ:

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ ایک شیخ نے ایک مرید کو خلافت دی اور تلقین کی کہ خدائی کا دعویٰ نہ کرنا اور رسالت کا دعویٰ نہ کرنا، یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے جیسا معاملہ نہ کرنا۔ مرید نے عرض کیا، حضرت جی! میں نالائق سہی لیکن ایسا تو نہیں کرسکتا۔ شیخ نے فرمایا، بہت اچھا۔ شیخ نے اس کے لئے دستر خوان لگوایا اور اس پر بہت سی نعمتیں رکھیں۔ پھر کسی کو بھیجا کہ اس سے جا کر مانگو۔ اس نے روٹی کا ایک ٹکڑا اللہ کے نام پر دے دیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ تو نے تو اللہ کے نام پر اپنے جیسا معاملہ بھی نہ کیا کہ خود قسم قسم کی نعمتیں کھا رہا ہے اور اللہ کے نام پر ایک ٹکڑا دیتا ہے۔ تو نے تو اللہ کے نام کے ساتھ اپنے جیسا

معاملہ بھی نہ کیا بلکہ اس سے بھی گھٹیا معاملہ کیا اور خدائی کا دعویٰ یہی ہے کہ لوگوں کو یہ کہنے لگ جاؤ کہ دیکھو جو میں مشورہ دوں گا جو میں کہوں گا وہی ہوگا۔

نبوّت کا دعویٰ یہ ہے کہ لوگوں میں بیٹھ کر یہ دعویٰ کرنے لگو کہ میری مان کر چلو گے تو تمہارا فائدہ ہوگا حالانکہ یہ شان نبی ﷺ کی ہے کہ آپ ﷺ کا کہنا مانا جائے تو کام خراب نہیں ہوتا نبی ﷺ کا کہنا ماننا ضروری ہے۔ مختصر یہ کہ جب انسان اپنے اندر سے اخلاقِ رذیلہ، تکبر ،بغض، حسد، عجب، بدگمانی وغیرہ کو نہیں نکالتا اس وقت تک ''میں'' اور انا کا ٹوٹنا مشکل ہے۔ یہ خامیاں کثرتِ ذکر اور صحبتِ شیخ اور ڈانٹ ڈپٹ سے نکلتی ہے۔

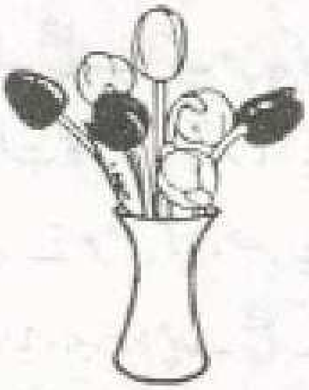

مجلس 13

روح کی بیماریاں اور ان کا علاج

روح کی ضروریات اور جسم کی ضروریات کیا ہیں؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، ایک انسان کا جسم ہوتا ہے اور ایک روح ہوتی ہے۔ روح اصلی انسان ہے جسم نقلی انسان ہے۔ جسم کثیف ہے اس کی ضروریات بھی کثیف چیزوں سے پوری ہوتی ہیں۔ روح لطیف ہے اس کی ضروریات بھی لطیف چیزوں سے پوری ہوتی ہیں مثلاً ذکر، اذکار وغیرہ لطیف ہوتے ہیں۔ جسم مٹی سے بنا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی ضروریات بھی مٹی میں رکھ دیں. مثلاً روٹی، پانی، پھل، میوے، کپڑوں کی فصل زمین سے نکالی، انسان کے لئے معدنیات زمین سے نکال دیں۔

انسان کی روح اوپر سے آئی ہوئی چیز ہے اس کی غذا بھی اوپر سے آئے ہوئے انوارات وتجلیات سے پوری ہوتی ہے۔ جس طرح جسم زمین سے بنا ہے اس کی غذا بھی زمین میں رکھ دی۔

روح اور اس کا علاج:

لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ وَ دَوَاءُ الذُّنُوبِ الاسْتِغْفَار (ہر بیماری کی دوا ہے اور

(روحانی بیماریوں) گناہوں کی دوا استغفار ہے۔ انسان جب توبہ استغفار سے اپنی روح کا علاج کر لیتا ہے تو پھر ذکر سے غذا دی جاتی ہے۔ ذکر وہ مقناطیس ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو کھینچ کر لاتا ہے، ذکر کی غذا سے انسانی روح مضبوط سے مضبوط تر ہو جاتی ہے پھر انسان چھوٹے سے چھوٹے گناہ سے بھی بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

شیطان کے لئے سب سے زیادہ خطرناک ہتھیار کیا ہے؟

ارشاد فرمایا، ذکر انسان کے پاس ہتھیار کی مانند ہے۔ جب شیطان کی جماعت حملہ آور ہوتی ہے ذکر کے ذریعے شیطان سے حفاظت ہوتی ہے مثلاً جب کوئی انسان کسی دشمن پر قابو پائے تو پہلے **Hands up** کرواتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ دشمن پر مکمل قابو پانے کا یہی طریقہ ہے کہ اس کے ہتھیار چھینے جائیں۔ اس طرح جب شیطان کسی پر قابو پانا چاہتا ہے تو جو اس کے پاس سب سے مہلک ہتھیار ہوتا ہے وہ چھینتا ہے۔ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ (شیطان نے ان پر قابو پالیا اور انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا) یاد رکھیں! ذکر سے غفلت کی وجہ سے انسان ڈھوروں ڈنگروں کے مرتبے تک پہنچ جاتا ہے۔ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ (وہ جانوروں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بدتر ہیں)

روح کی بیماریاں اور ان کا علاج:

ارشاد فرمایا کہ روح کی بیماریوں کی یہ علامات ہیں۔

1. اس بندے سے نیک اعمال نہیں ہوتے۔
2. لوگوں میں اہل علم مشہور ہو گا مگر تہجد میں اٹھا نہیں جائے گا۔

کس قدر گراں تجھ یہ صبح کی بیداری ہے
ہم سے کب پیار ہے ہاں نیند تمہیں پیاری ہے

3 روح کی بیماری کی یہ بھی علامت ہے کہ مراقبہ میں بیٹھنا بہت مشکل لگے گا۔

4 روح کی بیماری کی یہ بھی علامت ہے کہ انسان فضول و بے فائدہ کاموں میں لگا رہے گا جو کہ آخرت میں کام آنے والے نہیں ہوں گے۔

5 روح کی بیماری کی یہ بھی علامت ہے کہ انسان گناہوں کے کرنے میں بے دھڑک ہو جائے گا اور پھر اسے گناہوں پر افسوس بھی نہ ہوگا کوئی بہانہ یا Logic پیش کر کے اپنے دل کو اندر ہی اندر غلط انداز سے مطمئن کر لے گا۔

6 روح کی صحت کا سبب ذکر، تلاوت، اور اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھنا ہے۔ صرف اس کا اظہار ہی کافی نہیں بلکہ اس کا ہر وقت استحضار اشد ضروری ہے نیز کثرت صحبت اولیا تمام روحانی بیماریوں کا تریاق ہے۔ صحبت اولیا اللہ کی برکت سے بندے کی ''میں'' مٹتی ہے بے شمار برکات حاصل ہوتی ہیں، بندے کو بڑی جلدی سکون والی زندگی میسر ہو جاتی ہے۔

روح کے تقاضے کیا ہیں؟

ارشاد فرمایا، آج جسم کے تقاضوں کے پیچھے دن رات پھرتے ہیں حتیٰ کہ گھر کے جتنے افراد ہیں سب کے سب نوکریاں کرتے ہیں، اپنی پریشانیوں کو ختم کرنے کے لئے لنگوٹ باندھ کر میدان میں اترتے ہیں لیکن ایک پریشانی ختم ہوتی ہے تو دوسری آجاتی ہے۔ روح کے تقاضے پورے کرنے کے لئے کوئی عمل کرنا ضروری ہے۔ جس طرح جسم کے تقاضے اور ہیں اسی طرح روح کے تقاضے بھی اور ہیں مثلاً کوئی یہ کہے کہ مجھے خوشی کی محفل میں غصہ نہیں

آتا۔ بھائی یہ تو غصے کی جگہ ہی نہیں ہے تو پھر غصہ کیسے آئے؟ غصے کا کوئی موقع تو آئے پھر تیرے غصے کا امتحان ہوگا۔ پس ثابت ہوا کہ ہر چیز کے تقاضے جدا جدا ہیں۔

مرنے کے بعد روح کے تقاضے ہمارے سامنے آئیں گے اس وقت آپ کچھ نہیں کر سکیں گے۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

آج وقت ہے کہ روح کے تقاضوں کو پورا کر لیں، نیکی کر لیں، سنتوں پر عمل کر لیں جو سنتوں پر عمل کرتا ہے تو کچھ تو دنیا میں سکون ملا اور باقی آخرت میں مزے ہوں گے۔ان العیش عیش الآخرۃ (بے شک حقیقی عیش تو آخرت کی عیش ہے)۔

نیکیوں کی منڈی کہاں ہے؟

ایک شاعر تھا وہ غزلیں کہتا تھا۔اپنی بیوی سے کہتا کہ 50 ہزار روپے کی غزل کہی ہے کبھی کہتا آج 10 ہزار کی غزل کہی ہے۔ایک دن بیوی کو سبزی کی ضرورت پڑی خاوند گھر میں نہیں تھا وہ 10 ہزار کی غزل اٹھا کر لے گئی۔سبزی خریدی اور سبزی والے سے کہا کہ یہ دس ہزار کی غزل ہے باقی پیسے مجھے دے دیں۔اس نے اٹھا کر غزل گلی میں دے ماری۔یہ بڑی غمزدہ ہوئی۔اسی شاعر نے ایک دفعہ بادشاہ کی منقبت لکھی اور بادشاہ کو سنائی تو بادشاہ نے بوری بھر کر دیناروں کی دی۔بیوی نے کہا، آپ غزل کے ذریعے بوری بھر کر دیناروں کی لے آئے اور مجھے سبزی بھی نہ ملی تھی۔شاعر نے کہا کہ تو غلط منڈی

میں چلی گئی تھی ۔ اسی طرح نیکیوں کی منڈی بھی آخرت ہے جہاں روح کے تقاضوں کی قیمت لگے گی ۔ جب روح کے تقاضے آخرت میں سامنے آئیں گے تو انسان مہلت مانگے گا مگر مہلت نہیں ملے گی ۔ فرمایا جہنمی اتنا روئیں گے کہ ان کے آنسوؤں پر کشتیاں چل سکیں گی اس تھوڑی سی دنیا میں صبر و تحمل سے گزارا کر لو توکل آخرت میں عیش ہی عیش ہوگا ۔

اے شمع تیری عمر طبعی ہے اک رات
ہنس کر گزار دے یا کہ رو کر گزار رات

انسان کی زندگی کا جو دن آج کا چلا گیا یہ پھر کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا ۔ جو دن چلا گیا سو وہ چلا گیا ۔ پھر وہ دوبارہ واپس نہیں آ سکتا ۔ آج کے دن سے فائدہ اٹھا لو اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کر لو ۔

روح کی ضروریات کیا ہیں؟

انسان دو چیزوں کا نام ہے جسم اور روح ۔ جسم مٹی سے بنا اس کی ضروریات بھی مٹی میں رکھ دیں ۔ اگر جسم کی ضرورت خوراک و غذا کو پورا نہ کیا جائے وہ کمزور ہو جاتا ہے ۔ اس سے کام کرنا اور وزن اٹھانا مشکل ہو جاتا ہے ۔ اسی طرح روح کی ضروریات کو پورا نہ کیا جائے تو روح کمزور ہو جاتی ہے اور اس سے نیکیاں کرنا مشکل ہو جاتا ہے ، نماز پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے ، اس سے ذکر کرنا مشکل ہو جاتا ہے ۔ سوچیں ایک عورت **Dusting** کے لئے دو گھنٹے صرف کر دیتی ہے جس گھر میں اس نے خود رہنا ہے اور جس گھر (دل) میں اللہ کی تجلیات نے آنا ہے اسے 15 منٹ بھی نہیں دیتی کتنے افسوس کی بات ہے اور کتنی بڑی نا انصافی ہے ۔

حضرت جی نے فرمایا کہ انجینئرنگ یونیورسٹی میں مختلف قسم کے لوگ آتے ہیں ۔ ایک دفعہ ایک دہریہ کلاس فیلو آیا کہ آپ مولوی لوگ تو بہت بڑے دقیانوس ہوتے ہیں ۔ فقیر نے پوچھا دقیانوس سے آپ کا کیا مطلب ہے؟ کہنے لگا آپ ماضی کو سامنے رکھ کر (سنت رسول ﷺ) زندگی گذارتے ہیں اس لئے دقیانوس ہیں ۔ فقیر نے کہا کہ تم اس سامنے کی دنیا کے تقاضوں و ضروریات کو سامنے رکھتے ہو تو تم Modrep بن گئے ۔ ہم تو آپ سے بھی زیادہ مستقبل (آخرت) کو سامنے رکھتے ہیں اس لئے ہم تو الٹرا ماڈرن ہیں ۔ کہنے لگا اب مجھے بات سمجھ میں آ گئی ۔

آسان نیکیاں:

ارشاد فرمایا، آج نیکیاں کمانا کتنا آسان ہے ۔ ذکر کر لینا نیکی ہے، کسی کے متعلق اچھا گمان رکھنا نیکی ہے، کسی کو راستہ بتا دینا نیکی ہے، مسلمان کے ساتھ ہر بھلائی کرنا نیکی ہے، تلاوت کرنا نیکی ہے، نماز پڑھنا نیکی ہے، حتیٰ کہ آپ کسی سے مسکرا کر مل لیں یہ بھی نیکی ہے ۔ اگر دو مسلمان ملتے ہیں اور مسکرا کر ملتے ہیں تو وہ ہاتھ بعد میں چھوڑتے ہیں اور ان کے گناہ پت جھڑ کے موسم کی طرح پہلے جھڑ جاتے ہیں ۔ آپس میں اللہ کے لئے محبت رکھنا نیکی ہے، ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچنے کی کوشش کرنا بھی نیکی ہے ۔

ہر شخص پریشان ہے:

ارشاد فرمایا کہ آج ہر آدمی پریشان ہے، پریشانی کی نوعیت مختلف ہو سکتی ہے مگر پریشان ضرور ہو گا ۔ لیکن اللہ والوں کے دل پرسکون ہوتے ہیں ۔ امریکہ میں ایک آدمی واقعہ ہے وہ اس عاجز کے ذریعے سلسلے میں داخل ہوا ۔

امیر ترین آدمی تھا کہ امریکہ کا نائب صدر اس کا گھر دیکھنے کے لئے آیا۔ امریکی نائب صدر نے کہا کہ کاش میں بھی ایسا گھر بناؤں۔ اس آدمی نے کہا میں بے چین ہوں۔ اس عاجز نے کہا، دنیا کی ہر سہولت آپ کے گھر میں موجود ہیں، اب کیا پریشانی ہے؟ اس نے کہا کہ ہماری بیٹی ہے لیکن موٹی اتنی ہوگئی ہے کہ اب ہم اسے دیکھ دیکھ کر روتے ہیں، ہم بہت پریشان ہیں۔

مسلمانوں کا رویہ اسلام کو پھیلنے سے روکتا ہے:

ارشاد فرمایا تقریباً سبھی لوگ پریشان ہیں، مشرق میں اگر معاشی پریشانی زیادہ ہے تو مغرب میں تنہائی کی پریشانی زیادہ ہے۔ سویڈن میں بہت زیادہ امیر ملک ہے لیکن ظاہری خوشحالی کے باوجود لوگ گورنمنٹ کو درخواست دیتے ہیں کہ ہمیں ریٹائرمنٹ کے بعد زہر کا ٹیکہ لگا کر مار دینا، ہم یہ تنہائی برداشت نہیں کر سکتے۔ لوگوں کی ان حرکتوں سے حکومت بہت تنگ ہے۔ سویڈن امیر ترین ملک ہے مگر دنیا میں خودکشی کا ریٹ بھی اسی ملک میں سب سے زیادہ ہے۔ آج یورپ کے لوگوں کے سامنے عملی مسلمان بن کر پیش ہونا ضروری ہے تاکہ مسلمانوں کا عمل اور کردار دیکھ کر ہی مسلمان ہو جائیں۔ آج کے یورپ کو اسلام سے نہیں مسلمان سے نفرت ہے۔

سڈنی میں ایک لڑکی سے ملاقات ہوئی جو کہ اسلام سے کافی متاثر تھی۔ اس کے Coments اسلام کے متعلق یہ تھے۔

Islam is a most beautiful Relgion

حضرت جی نے فرمایا امید ہے کہ سڈنی میں دوبارہ واپس آؤں گا تو آپ مسلمان ہو چکی ہوں گی۔ اس نے کہا نہیں۔ پوچھا کیوں، کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا کہ آپ کے پاس قرآن ہے؟ حضرت جی نے دکھایا تو کہنے لگی کہ اس کی

ایک کاپی ایران کو دے دو اور ایک کاپی عراق کو دے دو کہ اسے دوبارہ پڑھیں۔ ان دنوں ایران اور عراق کی جنگ ہو رہی تھی، دونوں مسلمان ملک آپس میں خونریزی کر رہے ہیں۔ سوچیں ہم نام کے مسلمان رہ گئے ہیں، ہمیں کام کے مسلمان بننا چاہئے، کلمہ پڑھنے کے بعد مسلمان پر بہت زیادہ ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے۔ وہ اسلام کا نمائندہ بن جاتا ہے۔

؎ یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

مسلمان ہونے کے بعد مسلمانی والا کریکٹر پیش کرنا لازمی ہے ورنہ وہ جھوٹا مسلمان کہلائے گا۔ ہمیں سچا اور سُچا مسلمان بننا ہے تب بات بنے گی۔

؎ چوں می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الہ را

جب میں لا الہ پڑھتا ہوں تو کانپ جاتا ہوں اس لئے کہ میں لا الہ کی ذمہ داریوں کو جانتا ہوں۔

ایک بہروپیے کا واقعہ:

حضرت اورنگزیب عالمگیرؒ کے دربار میں ایک بہروپیا آیا کرتا تھا۔ بادشاہ ہر دفعہ اس کے بہروپ کو پہچان لیتا تھا۔ وہ کہتا انعام دو۔ بادشاہ کہتا ہمیں دھوکہ دے کر دکھاؤ تو تب انعام ملے گا۔ اس بہروپیے نے سوچا کہ عالمگیر اولیاء اللہ کا قدردان ہے۔ اولیاء اللہ کا بھیس بدل کر ہی اسے دھوکہ دیا جا سکتا ہے۔

؎ بدل کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

وہ اولیاء اللہ کا بھیس بدل کر جنگل میں بیٹھ گیا۔ وہ لوگوں سے کچھ نہ لیتا۔ لوگ اس کے پاس دعائیں کروانے آتے۔ اورنگزیب عموماً اولیا اللہ کے پاس جاتے رہتے تھے۔ جب ان کی شہرت ہوئی اورنگزیب بھی اسے ملنے پہنچا اور دعا کے لئے درخواست کی۔ دعا کے بعد اورنگزیب نے پیسوں کی تھیلی پیش کی۔ اس نے انکار کر دیا۔ اورنگزیب اپنی تھیلی لے کر واپس آ گیا۔ دوسرے دن وہی بہروپیا اورنگزیبؒ کے دربار میں آ گیا اور کہا کہ میرا انعام دو۔ اورنگزیبؒ نے پوچھا' اپنا کوئی پارٹ بتاؤ۔ اس نے کہا کہ کل جنگل میں کس کے پاس دعا کروانے گئے تھے؟ وہ تو میں ہی اللہ والا بنا ہوا تھا۔ اورنگزیبؒ نے کہا کل میں نے تجھے اشرفیوں کی تھیلی پیش کی تھی' کل کیوں نہیں قبول کی تھی؟ اب خود مانگ رہے ہو۔ اس نے کہا کل میں اولیاء اللہ کے روپ میں تھا' وہاں میں پیسے نہیں لے سکتا تھا۔ اس لئے کہ میں اولیاء اللہ کے نام کو بنا لگانا نہیں چاہتا تھا۔ مجھے شرم آئی کہ بیٹھا تو اولیاء اللہ کے روپ میں ہوں اور مال و دولت کی حرص مجھے زیب نہیں دیتی۔ ہمیں اس واقعہ سے سبق سیکھنا چاہئے کہ اگر ایک بہروپیا اللہ والوں کے بھیس کی لاج رکھ سکتا ہے تو پھر ہمیں بھی اس مسلمانی کے تقاضوں کی لاج رکھنی چاہئے۔ خصوصاً دل کو ہوس سے پاک رکھیں اور نگاہ کو غیر محرم سے محفوظ رکھیں۔

؎ خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل

دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

اولیاءاللہ کی نشانی:

ارشاد فرمایا، ایک منفی سوچ ہوتی ہے اور ایک مثبت سوچ ہوتی ہے۔ دوسروں کی غلطیوں کو فوراً معاف کر دینا یہ مثبت سوچ ہے۔ دوسروں کی غلطیوں کو معاف نہ کرنا یہ منفی سوچ ہے۔ کیا ہم نہیں چاہتے کہ ہماری غلطیاں بھی معاف

ہو جائیں تو پھر ہمیں بھی دوسروں کی غلطیوں کو جلدی معاف کر دینا چاہیے۔ جو دوسروں کی غلطیوں کو جلدی معاف کر دے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی خطاؤں کو جلدی معاف کر دے گا۔ جہاں کلمے کے اور بہت سے تقاضے ہیں وہاں ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ ہم دوسروں کو جلدی معاف کر دیا کریں۔ یہ اولیا اللہ کی نشانی ہے۔

حسن ظن کی برکات:

ایک نوجوان کا وقت آخر قریب آ گیا اس کے پاس ایک اللہ والا گیا اور اسے قبر آخرت وغیرہ کی یاد دلائی۔ اس نوجوان نے کہا کہ اگر مجھے میری ماں کے سپرد کر دیا جائے تو وہ مجھے آگ میں پھینکے گی یا بچائے گی؟ بوڑھے نے کہا: بچائے گی۔ اس نوجوان نے کہا مجھے موت سے کیا ڈر ہے میں تو 70 ماؤں سے بھی زیادہ محبت کرنے والے کے سپرد ہو رہا ہوں۔ اس کے اسی حسن ظن پر اس کی بخشش ہو گئی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم نیکیاں بھی زیادہ سے زیادہ کرتے رہیں اور حسن ظن بھی اللہ تعالیٰ سے رکھیں۔

سچی توبہ کی کرامات:

ایک دفعہ حضرت عمرؓ کو پتہ چلا کہ ایک نوجوان شراب پیتا ہے اور فلاں گاؤں سے شراب لاتا ہے۔ حضرت عمرؓ اس کے راستے میں بیٹھ گئے۔ جب آیا تو حضرت عمرؓ نے پوچھا، یہ تیرے پاس کیا ہے؟ وہ نوجوان اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا، یا الٰہی! مجھے عمرؓ کی نگاہ سے بچا کہ میں سچی توبہ کرتا ہوں۔ اس نوجوان نے یہ کہہ دیا کہ یہ دودھ ہے۔ حضرت عمرؓ نے جب دیکھا تو دودھ تھا۔ یہ ہیں سچے دل سے توبہ تائب ہونے کی برکات۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم توبہ تائب ہو کر ایک نئی ایمانی، اسلامی اور قرآنی زندگی بسر کرنے کا پکا ارادہ کر

پس۔ ہمیں ہر وقت ہر قسم کے گناہوں سے توبہ کرتے رہنا چاہیے۔

صبح توبہ ہے شام توبہ ہے
میرے لب پہ دوام توبہ ہے
با اثر ہے یا بے اثر تو جان
اپنے کرنے کا کام توبہ ہے

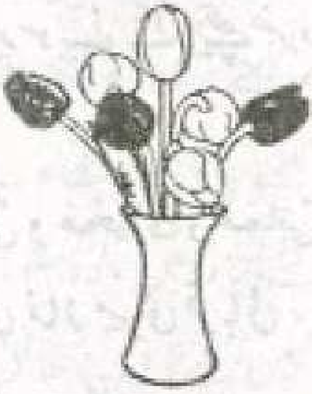

مجلس 14

قربانیوں کی برکات

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، اصول یہ ہے کہ جو بندہ اللہ تعالٰی کے لئے جس قدر قربانی کرے گا وہ اتنا ہی زیادہ اللہ تعالٰی کو محبوب ہوگا۔ اس لئے کھانے، پینے اور سونے کے پیچھے ضرورت سے زیادہ نہ بھاگے بلکہ قربانی کیجئے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(کہہ دیجئے بے شک میری نماز میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب رب العالمین کے لئے ہے)

حدیث شریف کا مفہوم ہے ایک وہ بندہ ہے جس کی بیوی ہے مگر وہ اپنا وقت نکال کر اللہ کو راضی کرنے کے لئے مصلی پر کھڑا ہوتا ہے۔ اللہ تعالٰی فرشتوں سے فرماتے ہیں دیکھو میرا بندہ جسمانی لذتوں کی بجائے میری مناجات سے لذت لے رہا ہے۔ یہ جو کچھ مانگے گا عطا کروں گا کیونکہ یہ قربانی کر رہا ہے۔

دوسرا وہ بندہ ہے کہ جماعت میں سفر کر رہا ہے، کسی جگہ پڑاؤ ڈالا۔ سب لوگ سو گئے سوائے ایک آدمی کے کہ وہ نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ یہ بندہ اللہ

تعالیٰ کا محبوب ہے، اس کی دعا قبول ہوگئی۔ یہ قربانیاں ہیں جو اعلیٰ مراتب تک پہنچاتی ہیں اور اللہ کا محبوب بناتی ہیں۔

تہجد پڑھنے کا آسان طریقہ:

ارشاد فرمایا تہجد پڑھئے یہ ولایت خاصہ کے لئے بہت ضروری ہے۔

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

تہجد پڑھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ فجر سے تھوڑی دیر پہلے اٹھئے۔ فجر کے لئے تو انسان کو اٹھنا ہی ہے بس 15\20 منٹ پہلے اٹھ جایئے اور تہجد پڑھ لیجئے۔ یہ انتہائی بابرکت لمحات ہوتے ہیں۔ ان 15\20 منٹوں میں اپنے پروردگار کے لئے کوشش کر لیجئے۔ اللہ کو اتنا وقت دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ 24 گھنٹوں میں کئی گھنٹے بیوی کو وقت دینے کے لئے ہیں، بچوں کو گھنٹوں کے گھنٹے وقت دینے کے لئے تیار ہیں، دوستوں کے ساتھ خوش گپیاں لگانے کے لئے وقت ہے مگر وقت نہیں ہے تو اپنے خالق و مالک کو وقت دینے کے لئے نہیں ہے۔ ہائے افسوس 24 گھنٹوں میں تمام لوگوں سے کم وقت 15\20 منٹ بھی اللہ کو دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

حضرت جی دامت برکاتہم نے زور دے کر فرمایا کہ تہجد کے بغیر کسی کو واصل باللہ ہونا نصیب نہیں ہوسکتا، یہ نماز پڑھنا تو بہت ضروری ہے۔

عمل اور اخلاص:

ارشاد فرمایا کہ عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کیا جائے کسی غیر کا خیال دل میں نہ آنے ورنہ عمل کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ عمل کی قبولیت کے لئے بار بار اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے رہئے، آہ وزاری کرتے رہئے تاکہ ہمارے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں شرف قبولیت پاسکیں۔ حضرت بایزیدؒ ایک دفعہ سورۃ طٰہٰ پڑھ رہے تھے، رات خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ نامہ اعمال میں پوری سورۃ ہے دو آیات نہیں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ پڑھتے ہوئے ایک آدمی پاس سے گزرا تھا، اس کا خیال آ گیا تھا کہ یہ خوش ہو گا بس ان دو آیات کا اجر نہ ملا۔

حضرت حسین علیؒ واں بھچراں والے ساری رات مراقبہ کرتے، جو تھک جاتا وہ اٹھ کر چلا جاتا۔ حتیٰ کہ ان کے مراقبہ کی دعا بھی نہ ہوتی اور اکیلے ہی رہ جاتے تو تہجد کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اگر یہ لوگ اتنے بڑے بڑے اعمال لے کر جائیں گے تو ہمارا کیا بنے گا؟ اس لئے ضروری ہے کہ کچھ محنت کر لیں، اپنے دل میں یاد الٰہی بسا لیں، اپنے رب کو منا لیں۔

کم کھانے کی برکت:

ارشاد فرمایا، بعض اوقات سستی اور غفلت زیادہ کھانے سے ہوتی ہے۔ اس لئے کم کھانے کی عادت ڈالیں، کم کھانے سے کم سونا نصیب ہو گا۔ یہ آزما کے دیکھ لیں کہ کم کھانے والا زیادہ عقلمند ہوتا ہے۔ تجربہ کر کے دیکھ لیں کم کھانے سے کم سونا نصیب ہو گا تو پھر ذکر اذکار کے لئے وقت مل جائے گا۔

آج کل کے مجاہدے:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ آج کل کے مجاہدے دو ہیں۔ کم کھانا اور کم باتیں کرنا۔

کم بولنے کا کیا مطلب ہے؟ کم بولنے کا مطلب ہے کہ صرف ضرورت کی بات کریں۔ دنیا کی باتیں کم کریں۔ جو تبلیغ کر رہا ہے وہ دین کی باتیں کر رہا ہے وہ کم باتیں کرنے والا شمار ہوگا، کیونکہ وہ دنیا کی باتیں نہیں کر رہا بلکہ وہ دین کی دعوت دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ دنیا کی باتیں کم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے تذکرے نہ کریں، غفلت نہ کریں، مثلاً دو بندے بیٹھے ہیں ایک پوچھتا ہے کہ آج کی کیا خبر ہے؟ دوسرا جواب دیتا ہے اور دنیا کی باتیں کرتا ہے، صدر نے یہ کہا اور وزیر اعظم نے یہ کہا اور بیٹھے ہیں ملک کی تقدیر کا فیصلہ کرنے۔ اپنی تقدیر ہاتھ میں نہیں ہے اور ماسٹر مائنڈ بن کر بیٹھے ہیں۔ افسوس ہے زندگی کس لئے ملی ہے اور یہ کیا کر رہے ہیں۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں)

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

گندے خیالات:

ارشاد فرمایا، گندے خیالات کم آنے دیں تاکہ روحانیت میں ترقی ہو۔ اس کا علاج ہے کہ کم کھائیں پھر دیکھیں کیا کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ گھنٹوں آپ ہمارے مشائخ نقشبندیہ کی صحبت میں بیٹھے رہیں لیکن دنیا کی باتیں ان کی

صحبت میں نہ ہوں گی بلکہ دین کی باتیں ہوں گی۔

نفس سے کام لینے کا آسان طریقہ:

ایک بزرگ لکھتے ہیں کہ اپنے نفس سے بھلا پھسلا کر نیکی کروالیجئے۔ ایک بزرگ کا واقعہ ہے، تھکے ہوئے تھے رات کو جاگ آئی لیکن اٹھنے کو دل نہیں چاہتا تھا، تہجد کی نماز پڑھنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ اپنے نفس کو کہا کہ چلو دعا مانگ لو، رضائی میں بیٹھ گئے۔ دل میں کہا یہ بے ادبی ہے وضو کر لیں۔ وضو کر لیا تو مصلیٰ پڑا تھا کہا، چلو چار نفل ہی پڑھ لو۔ اس طرح بھلا پھسلا کر نفس سے کام لے لیتا۔

نسبت کے اثرات:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ دنیا کا معاملہ تو یہ ہے کہ کل جدید لذیذ لیکن دین کے معاملے میں وہی اچھا ہے جس کی نسبت قدیم ہو۔ کیونکہ وہ اصل سے بالکل قریب ہوگا۔ دین کے معاملے میں یہ کہا جائے گا کل قدیم لذیذ نسبت جتنی پرانی ہوگی اجرا تنا ہی زیادہ ہوگا۔

بیعت کی برکات:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا آج بیعت کر لینا دین کی حفاظت کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ مستحب نہیں بلکہ اس کا درجہ بڑھ گیا ہے۔ اس بیعت کی بہت برکات ہیں۔ اس بیعت کی برکات سے بلا مبالغہ سینکڑوں لوگوں کی زندگیاں بدل گئیں، یہ ایک سنت عمل ہے لیکن اس سے فرائض زندہ ہوتے ہیں۔

نئے نئے فتنے:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا آج نئے نئے فتنے اٹھ رہے ہیں۔ ہم

ایک آدمی کو جانتے ہیں، دادا صاحب نسبت تھے مگر وہ غامدی کے پیچھے لگ گیا۔ یہ غامدی صاحب ائمہ کرام پر طعن کرتے ہیں۔ جنہوں نے دین کی اتنی خدمت کی اور ہزاروں مسائل کا حل پیش کیا یہ انہیں بھی نہیں بخشتے۔ کبھی حدیث کا انکار کرتے ہیں، نئی نئی اختراعات کرتے ہیں۔ اس آدمی کو بس اس کے کچھ شستہ مضامین پسند آ گئے۔ ان کے الفاظ کے چکر میں آ گیا۔ اس کے نئے نئے Ideas کو قبول کر لیا۔ یہ دین کوئی سائنس کی باتوں سے بحث تو نہیں کرتا بلکہ دین میں ہدایت اور اصلاح کی بات ہوتی ہے۔ سائنس میں بے شک ریسرچ کیجیے مگر دین وہی خالص ہے جو پرانا ہو، دین وہی قابل قبول ہے جو حضور ﷺ کے زمانے کا ہو۔

حضور ﷺ کی بے ادبی اور گستاخی:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، امریکہ میں ایک دفعہ ایک عالم تقریر کر رہا تھا۔ اس کو علم پر بڑا ناز تھا وہ نعوذ باللہ الفاظ کہہ رہا تھا کہ حضور ﷺ بھی اس زمانے میں ہوتے تو جین کی پینٹ پہنتے۔ وہاں حضور ﷺ کا کوئی عاشق بھی بیٹھا تھا۔ اس نے کہا کہ میں حضور ﷺ کے غلاموں کا غلام ہوں میں اس پینٹ کو پسند نہیں کرتا کچھ ہوش سے بات کرو۔ ایسے لوگوں کو اتنی بھی سمجھ نہیں ہوتی کہ انبیائے کرام دنیا میں اتباع کروانے کے لئے آتے ہیں، اتباع کرنے کے لئے نہیں آتے۔

سنت لباس کی توہین:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا ہمارے یہاں بھی ایک بڑے سکالر تھے حتیٰ کہ سعودی عرب نے بھی اسے اعزاز دیا تھا حالانکہ ادب کی کمی

تھی۔ انہوں نے سنت لباس پر پھبتی کسی تھی کہ ایسا لباس نہ پہنو کہ انسان چلتا پھرتا آثار قدیمہ نظر آئے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا لباس اور انداز آثار قدیمہ تھا؟ خواہ کوئی سکالر ہو یا عام انسان ہو اسے شریعت کے بارے میں سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہیے۔

خیالات اور تفسیر قرآن:

حضرت جی دامت برکاتہم نے اصلاحی نکتہ نظر سے فرمایا کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ نئے آنے والے کو پھنسانے کے لئے اس کے ذمہ درس قرآن لگا دیتے ہیں۔ پوچھا ایسا کیوں کرتے ہیں؟ کہنے لگے جی انہیں جوڑنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ قرآن کو تختہ مشق بنایا ہوا ہے۔ حضرت جی نے ہمبرگ کا واقعہ سنایا کہ وہاں درس ہوتا تھا، مجھے بھی لے گئے۔ ایک آدمی آیا، پینٹ کوٹ پہنا ہوا ہے، داڑھی منڈھی ہوئی ہے، اس کا درس قرآن سنا۔ وہ لوگ تفسیر کے نام پر اپنے خیالات کی جنگ کرتے رہے۔ پھر مجھے کہا کہ آپ بھی اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ اس عاجز نے عرض کیا کہ مجھے چپ ہی رہنے دیں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ کچھ کہنا ہوگا۔ اس عاجز نے کہا کہ پھر آپ کو سننا پڑے گا۔ تقریباً دو گھنٹے انہیں تفسیر کے متعلق بتایا کہ تفسیر قرآن کیا ہوتی ہے؟ پھر تو کہنے لگے کہ واقعی جو کچھ ہم یہاں کرتے رہے اس پر ہم استغفار کرتے ہیں۔ اب وہی لوگ کسی آیت کو پوچھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ مفسرین اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ اب ان کو تفسیر قرآن کے مقام کی سمجھ آئی۔ الحمد للہ

دین کو ترجیح دینے کی برکات:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا جب دین دنیا کا تقابل ہو تو

ہمیشہ دین کے کام کو ترجیح دیں۔ مثلاً گھروں میں دیندار نمازی عورتیں بھی گھر کے کام کرتے کرتے نماز قضا کر بیٹھتی ہیں۔ یاد رکھیں جب دین اور دنیا کا تقاضا ہو تو دین کے کام کو ترجیح دیں تو اللہ تعالیٰ دنیا کے کام میں بھی آسانی پیدا فرما دیں گے

ایک شخص عرب زمیندار تھا۔ عین جمعہ کی نماز کے وقت پانی کی باری تھی۔ جمعہ کے لئے جانے لگا تو دیکھا کہ اونٹ گم ہے۔ ادھر جمعہ کا وقت ہے جمعہ بھی پڑھنا ہے۔ دل میں آیا پہلے دین کا کام کرتے ہیں، جمعہ پڑھتے ہیں وہاں دعائیں بھی کریں گے۔ جمعہ پڑھ کر گھر آیا۔ دیکھا تو اونٹ دروازے پر بندھا ہوا ہے۔ بیوی سے پوچھا یہ کیسے آیا؟ بیوی نے کہا کتے بھونک رہے تھے، باہر نکل کر دیکھا تو پانچ چھ کتے اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ میں نے پکڑ کر باندھ لیا۔ کتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اس اونٹ کو گھر پہنچا دیا۔ اس اونٹ پر سوار ہو کر کھیت پر گیا دیکھا پانی کھیت کو لگا ہوا ہے۔ ساتھ والا زمیندار بھی آ گیا ساتھ والے زمیندار نے کہا کہ آج یہ ہوا کہ آپ کے کھیت کو پانی پہلے لگا میرے کھیت کو پانی بعد میں لگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اگر دین کے کام کو ترجیح دیں گے تو دنیا کا کام بھی آسان ہو جائے گا۔

دین داری اور عبادت کی حسرت رکھنے کی برکات:

حضرت جی دامت برکاتہم نے دینداری اور عبادت پر حسرت رکھنے کی برکات کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ دلچسپ واقعہ سنایا جس سے ایمان تازہ ہو گئے۔ لوگوں میں جوش و خروش اور ولولہ پیدا ہوا۔

ایک شخص نے خواب دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے پڑوسی لوہار کو

بھی وہی درجہ مل گیا جو کہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا تھا۔ پردہ میں جا کر لوہار کی بیوی سے پوچھا کہ کیا تیرا شوہر ایک عام مسلمان نہ تھا؟ اس نے جواب دیا کہ تھا تو ایک عام مسلمان مگر وہ دو خاص عمل کرتا تھا۔ ایک خاص عمل یہ تھا کہ لوہا کوٹتے ہوئے اگر ہتھوڑا اوپر اٹھا ہوتا تھا اور اذان کی آواز سنتا تھا تو وہیں نیچے پھینک دیتا اور نماز کے لئے اتنی سی بھی دیر گوارا نہ کرتا کہ لوہے کو ایک اٹھی ہوئی چوٹ ہی لگا دیں۔

دوسرا عمل یہ کہ رات کو بچوں کے ساتھ چھت پر سوتے تھے اور آہ بھرتے تھے کہ اگر میں تھکا نہ ہوتا تو میں بھی عبداللہ بن مبارکؒ کی طرح عبادت کرتا۔ یہ حسرت انہیں جنت میں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے مقام تک پہنچا گئی۔ یہ حسرت وتمنا بڑی چیز ہے نیکی کی حسرت رکھنا بھی بڑے کام کی چیز ہے۔

یہ بھی کیا کم ہے کہ ہم تیری تمنا میں جئیں
لطف منزل نہ سہی خواہش منزل ہی سہی

مجلس 15

طلب کی برکات

کامل ولی کی زندگی:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کامل ولی کی زندگی بھی ظاہری طور پر عام آدمی کی طرح ہوتی ہے مگر لوگوں میں بیٹھ کر لوگوں سے جدا ہوتے ہیں۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (ایسے آدمی ہیں کہ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کر سکتی)۔ مثلاً ایک گانا ہے ایک گنا ہے بظاہر ایک جیسے نظر آتے ہیں مگر ایک کا باطن رس سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایک کا باطن رس سے خالی ہوتا ہے۔

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملاں کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور
پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہین کا جہاں اور

جو لوگ بغیر ذکر کے زندگی گزارتے ہیں گویا وہ کرگس بن کر زندگی گزارتے ہیں اور ذکر کرنے والے شاہین بن کر زندگی گزارتے ہیں۔

گمشدہ چیز کی تلاش کا طریقہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ والضحیٰ پڑھنے سے گمشدہ آدمی بھی مل جاتا ہے خواہ کتنی بڑی چیز گم ہو اس کے بار بار پڑھنے سے مل جاتی ہے۔ کئی دفعہ تجربہ ہو چکا ہے اب اس کا یقین کامل ہے۔

اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھنے سے وہ چیز مل جائے گی ورنہ اس سے بہتر چیز مل جائے گی۔ بار بار پڑھتا رہے جب تک کہ وہ چیز نہ مل جائے۔ یقین کے ساتھ پڑھتا رہے گمشدہ چیز مل جائے گی۔

بے طلبی کی سزا:

حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑے افسوس کے ساتھ فرمایا کہ بے طلب آدمی کو عہد نبوی ﷺ میں کچھ نہ ملا تو اب کیا ملے گا؟ بے طلبی اتنی بڑی لعنت ہے کہ عہد نبوی ﷺ کی برکات سے انسان کو محروم کر دیتی ہے۔ ابوجہل اور کفار بے طلب تھے انہیں حضور ﷺ جیسے مقرب الٰہی رسول ﷺ سے کچھ نہ ملا۔ اب زمانہ نبوت سے اتنا بعد ہو چکا ہے تو اب بے طلبوں کو کیا مل سکتا ہے۔ اس لئے انتہائی ضروری ہے کہ اپنے اندر دین کی طلب پیدا کریں۔ جو طلب پیدا کر لے گا اسے کچھ نہ کچھ ہدایت و اصلاح ضرور نصیب ہو جائے گی۔ مَنْ طَلَبَ فَقَدْ وَجَدْ (جس نے طلب کیا اس نے پالیا)

سب سے بڑی مصیبت رابطے کی کمی ہے:

کسی نے عرض کیا کہ آپ تو ملکوں ملکوں جاتے ہیں آپ سے کس طرح رابطہ رکھیں؟ ارشاد فرمایا کہ جنہوں نے رابطہ رکھنا ہوتا ہے وہ کسی نہ کسی طرح ضرور رابطہ رکھ لیتے ہیں۔ انسان جہاں مرضی چلا جائے لیکن خط تو اسے ہر جگہ پہنچتا رہتا

پابندی سے خط لکھتا رہے تو رابطہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جائے گا۔ ارشاد فرمایا، اصل وجہ یہ ہے کہ دلوں پر ذکر والی محنت نہیں کرتے جس سے دل غافل ہو گئے ہیں اس لئے رابطہ رکھنا مشکل نظر آتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر رابطہ مضبوط ہو تو سالک دور ہونے کے باوجود دل کے قریب ہوتا ہے۔

طالب کی سستی:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں فیض بہت آسانی سے ملتا ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے فرمایا ہے اس سلسلہ میں طالب کی سستی کے علاوہ کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی۔ ہم اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیں اور کہہ دیں۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ۔ (میں اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں)

آسان سلوک:

حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑی شفقت اور دلسوزی سے فرمایا کہ ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں 90% سلوک توجہات شیخ سے طے ہوتا ہے۔ اس لئے محبت شیخ، ادب شیخ اور اپنے آپ کو شیخ کے سپرد کرنا بنیادی شرائط ہیں۔ اس کے علاوہ دس فیصد انسان کو محنت کرنا پڑتی ہے اور یہ سارے کام رابطہ شیخ سے آسان ہو جاتے ہیں۔ جن لوگوں کو فیض نہیں پہنچتا اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے گناہوں کی وجہ سے اپنے دل کے دروازے بند کئے ہوتے ہیں اس لئے فیض رکتا ہے۔ پکی پکی توبہ کر کے اس گناہوں کے جال کو ختم کریں پھر دیکھیں کس طرح فیض پہنچتا ہے۔ کسی نے دل کے ارد گرد گناہوں کی بارودی سرنگیں بچھائی ہوئی ہوں بھلا پھر دل کے اندر فیض کیسے پہنچے گا؟ ضروری ہے کہ گناہوں پر شرمسار ہوں اور پکی پکی توبہ کر لیں تاکہ دل انوارات وتجلیات کو جذب کرنے والا ہو سکے۔

دل اور گناہوں کے سوراخ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، آپ لوگ دور دراز سے یہاں پہنچے ہیں اب تہجد میں رو رو کر اللہ تعالیٰ سے مانگئے اللہ تعالیٰ مہربانی فرما دے گا۔ فیض سب کی طرف پہنچتا ہے مگر دل میں گناہوں سے سوراخ کئے ہوئے ہیں جس سے فوراً ہی نکل جاتا ہے مثلاً ایک آدمی چھلنی لے کر دودھ لینے جائے تو دودھ والے کا قصور ہے کہ چھلنی والے کا قصور ہے۔ جب مشائخ کے پاس جائے تو اصلاح کی نیت لے کر جائے تو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ حضرت جی نے بہت جوش اور جذبے سے فرمایا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم نے کبھی اپنے مشائخ کو تعویذ وغیرہ کے لئے نہیں کہا بلکہ صرف اصلاح کی نیت سے جاتے تھے۔

خطرناک غلطیاں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے آپ کو شیخ کے سامنے پیش ہی نہیں کرتے، اپنے آپ کو شیخ کے سپرد ہی نہیں کرتے تو پھر پورا فائدہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آج تو بعض مرید یہاں تک سوچتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیخ کو حقیقت کا کیا پتہ، بس شیخ کو تو دو تین آدمی گھیرے ہوئے رہتے ہیں، حق بات پہنچنے ہی نہیں دیتے۔ ایسی ایسی بدگمانی سے کام لیتے ہیں۔ اسی لئے حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ روحانیت میں گناہ اتنا خطرناک نہیں ہوتا جتنا بدگمانی خطرناک ہوتی ہے۔ لیکن شیخ محبت سے، شفقت سے لے کر چل رہے ہوتے ہیں۔ سوچتے ہیں کبھی نہ کبھی سمجھ جائے گا۔ فیض اخذ کرنے میں مرید کی طرف سے دیر ہوتی ہے۔ کبھی بے ادبی کی وجہ سے گر جاتا ہے اور فیض سے محروم ہو جاتا ہے، کبھی بدگمانیوں کی وجہ سے فیض سے محروم رہتا ہے۔ جب شیخ کا تقویٰ، اتباع سنت، محبت الٰہی ایک دفعہ اچھی طرح دیکھ لی تو پھر اپنے آپ کو بدگمانیوں کی آماجگاہ کیوں بننے دیتا ہے۔ ہمیشہ سوچے میری کم علمی کی وجہ سے مجھے شیخ کا عمل سمجھ نہ آیا ضرور کوئی حکمت ہوگی۔

مجلس 16

اچھی نیت

حضرت جی دامت برکاتہم نے 1\3\96 کو ایک خاص مجلس میں دوستوں کو معارف وحقائق سے مستفید فرمایا۔ انتہائی اہم ملفوظات تھے جنہیں بڑی جلدی میں لکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ میری کمی بیشی کو معاف فرمائے۔

اچھی نیت اور رب تعالیٰ سے ملاقات:

حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑی کڑھن سے ارشاد فرمایا جو تصویریں دل میں جمی ہوئی ہیں پہلے انہیں نکالو خواہ وہ تصویریں بیوی کی ہوں یا کسی دوست کی یا مال ودولت کی محبت کی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ان تمام محبتوں پر غالب ہو تب بات بنے گی۔

دلوں من لئی تیری بن گئی

کسی دن تنہائی میں بیٹھ کر دل سے کہیں کہ بس میں نے تمام گناہوں سے توبہ کر لی۔ انسان نفس کی خواہشات کی پوجا میں مشغول ہیں اور نفس انہیں جہنم میں دھکیل رہا ہے۔

رب ملداں تے رب ملداں نیتاں اچھیاں نوں

نیتیں اچھی کرلو تو رب مل جائے گا۔ میری باتوں کا یہی نتیجہ نکلے گا کہ رب ملتا ضرور ہے مگر نیت اچھی والے کو ملتا ہے۔ ہم صرف زبان سے کہتے ہیں کہ ہماری نیت اچھی ہوگئی ہے حقیقتاً نیتوں کو اچھا بنانے کے لئے بہت زیادہ کوشش کرنی پڑتی ہے کیونکہ نفس بہت زیادہ مکاریاں کرتا ہے۔

ابراہیمی نظر پیدا کرنی بہت مشکل ہوتی ہے

ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

اللہ کی محبت اور مجنوں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ مجنوں کا اصلی نام قیس عامری تھا۔ قیس کہتے ہیں عقلمند کو مگر لیلیٰ کی محبت میں ایسا مجنوں ہوا کہ لوگوں نے اسے مجنوں کہنا شروع کر دیا۔ ہم سوچیں وہ ایک عورت کی محبت میں مجنوں ہوا اور یہ حالت ہوگئی۔ ہم اللہ کی محبت کا دم بھرتے ہیں مگر ہم اللہ کی محبت میں ایسے کیوں نہیں ہوتے۔ ذرا اس بات کو غور سے سوچیں۔

یہی مجنوں ایک دن جا رہا تھا کہ حضرت حسنؓ ملے۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ ہم نے حکومت ان کے سپرد کر دی جن کو زیبا تھی۔ مجنوں کہنے لگا کہ وہ تو لیلیٰ کو زیبا ہے۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا اَنْتَ مَجْنُوْن (تو مجنوں ہے) دیوانہ ہے۔

ولی اور گناہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، ولی اللہ بننے میں اتنے پہاڑ

نہیں عبور کرنے پڑتے جتنے ہم سمجھتے ہیں اگر ہم اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیں تو ولی بن جائیں ۔ اگر ہم نفس کے کتے کو قابو کر لیں تو ولی اللہ بن جائیں ۔ یہ پکا ارادہ کریں کہ اپنے خیالات نہیں چلنا بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو معلوم کر کے ان پر چلنا ہے اور ان پر عمل اتباع سنت کے مطابق کرنا ہے ۔ کسی بزرگ کا قول ہے جو شخص علم اور ارادے سے گناہ کرنا چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنے صدیقین میں شمار کر لے گا ۔ کیوں کہ غلطی سے کیے ہوئے گناہ جلدی معاف ہو جاتے ہیں اور پلاننگ سے کیئے ہوئے گناہ مشکل سے معاف ہوتے ہیں ۔ شریعت اسلام میں نیکی کرنے کو بھی اہمیت حاصل ہے مگر گناہوں سے بچنے کو زیادہ اہمیت حاصل ہے اور ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں تو گناہوں سے بچنے کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے کیونکہ تقویٰ تو ولایت کی بنیادی اینٹ ہے ۔

فضل کا معاملہ :

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے بڑے بزرگوں نے کہا کہ ہم تو فضلی ہیں ۔ ہم پر اللہ کا فضل ہوتا ہے تو ہم بھی آگے فضل و مہربانی والا معاملہ کرتے ہیں ۔ اس سلسلہ میں نقشبندیہ کے سالکین مراد ہیں ۔ مثلاً بغیر تشبیہ کے عرض ہے کہ اگر ایک عورت کسی کو چاہتی ہو تو وہ ملنے کے راستے بتا دیتی ہے ۔ جس کو ہاتھ پکڑ کر گھر لایا جائے وہ مراد ہے اور جس کو کہا آ جا تا وہ مرید ہے ۔ حضرت موسیٰؑ کے متعلق فرمایا ، فَلَمَّا جَاءَ مُوسٰى لِمِيقَاتِنَا (وہ موسیٰؑ جب ہماری ملاقات کو آئے) اور حضور ﷺ کے متعلق فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِىْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ (پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو لے گئی)

مجلس 17

تکبر کی نحوستیں

29\3\96 کو جھنگ میں ایک مجلس مبارکہ میں تکبر کے موضوع پر ارشادات عالیہ سے سامعین کو شرف فرمایا۔ تکبر جو کہ ام الامراض۔ ہے اس کے نقصانات اور علاج بتائے گئے۔

ظاہری اور باطنی گناہوں کو چھوڑیں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن میں ہے وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ (ظاہری اور باطنی گناہ چھوڑ دو)۔ ظاہری گناہ وہ ہیں جن تک انسان کی نظر پہنچ سکے اور باطنی گناہ وہ ہیں جو بندے اور اللہ کے درمیان ہوں صرف انسان خود ہی انہیں جانتا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ظاہری اور باطنی گناہ چھوڑ دیں۔ پہلے ظاہری گناہوں کا تذکرہ ہے اس لئے پہلے ظاہری گناہوں کو چھوڑ دیا جائے پھر باطنی گناہوں کا تذکرہ ہے اس لئے پھر باطنی گناہوں کو چھوڑ دیا جائے۔ ظاہری گناہ چھوڑنے سے باطنی گناہ کا چھوڑنا آسان ہو جائے گا۔ اس لئے آیت کریمہ میں ظاہری گناہ کو پہلے بیان کیا گیا ہے۔

بعض عورتیں کہتی ہیں کہ پردے سے کیا ہوتا ہے حیا تو دل میں ہوتی ہے۔ کیا بدن کے کپڑے اتار سکتے ہیں؟ کیوں کہ حیا تو دل میں ہوتی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ ظاہری گناہ کو پہلے چھوڑ دیا جائے کیونکہ ظاہری گناہ کو چھوڑنا آسان ہے اس لئے کہ لوگ دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ انسان کو حضوری نہیں ہوتی اس لئے باطنی گناہ چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے آج امت ان پوشیدہ گناہوں کی وجہ سے زوال پذیر ہے۔ ظاہری گناہوں سے توبہ تائب بھی ہو جاتے ہیں مگر باطنی گناہوں سے توبہ مشکل ہو جاتی ہے۔ آیت میں ظاہری اور باطنی گناہوں کا تذکرہ علیحدہ علیحدہ کر دیا تاکہ ظاہری اور باطنی گناہ الگ الگ ہو جائیں۔ بہرحال ہمیں تو ہر قسم کے گناہوں سے توبہ تائب ہونا چاہئے۔

عجب وتکبر کا علاج:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا خود پسندی کبائر میں سے ہے۔ شاید بہت سے لوگ اس کو گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ بندے کا اپنے نفس پر عجب پیدا ہو جانا مہلکات میں سے ہے۔ خود پسندی امہات الکبائر میں سے ہے'' انسان اپنی خوبیوں کو اپنی طرف منسوب کرے یہ عجب ہے،، خرابی کو انسان دوسروں کی طرف منسوب کرتا ہے اور خوبیوں کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے مثلاً انٹرویو میں کامیاب ہوئے تو کہے گا کہ میں نے یہ کیا وہ کیا اور اگر ناکام ہو گیا تو کہے گا جو اللہ کی مرضی اور کامیابی پر جو اللہ کی مرضی نہیں کہتا۔

بندے کا اونچا بننا اللہ کو پسند نہیں ہے۔ عزت ملنی ہو تو لوگ پاؤں میں پگڑی رکھ دیتے ہیں کیونکہ پاؤں نیچے ہیں اور اگر مار پڑتی ہے تو سر پر جوتے پڑتے ہیں کیونکہ سر اونچا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہماری نظر اپنی خامیوں پر رہے تا

کہ اصلاح نصیب ہو اپنی نظر اپنی خوبیوں پر نہ رکھیں ورنہ عجب اور تکبر پیدا ہوگا اور اگر کوئی خوبی نظر آئے تو اسے اللہ کا فضل قرار دیں۔

اللہ تعالیٰ کی خوشی اور ناراضگی کی علامات:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خوش ہوتے ہیں تو اس کے عیب اس کو نظر آتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی سے ناراض ہوتے ہیں تو انسان کو اپنے عیب نظر آتے ہی نہیں۔ جس کو اپنے اندر خامیاں نظر نہ آئیں عجب کا مریض ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے تھے کہ سالک جب تک اپنے آپ کو خسیس کتے سے بھی کم تر نہ سمجھے وہ واصل باللہ نہیں ہوسکتا۔ یہ بات سمجھنے میں ہمیں کافی دیر لگی۔ مانتے تھے مگر نفس قبول نہیں کرتا تھا۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور یہ بات کھل گئی یہ پکی بات ہے۔ کتا ساری رات پہرہ دیتا ہے اور انسان ساری رات نرم بستر پر سوتا ہے، شب باشیاں کرتا ہے مثلاً انسان نے رات اگر جاگ کر گزاری ہو تو دن کو گھر میں کرفیو لگا دیتا ہے کہ تمہیں نہیں پتہ کہ میں ساری رات جاگتا رہا ہوں۔ بیوی کسی کو کمرے کے قریب سے نہیں گزرنے دیتی اس لئے کہ میاں رات کی ڈیوٹی کر کے آیا ہے۔ لیکن کتا رات بھر جاگ کر بھی جہاں جگہ ملے سو جاتا ہے۔ کتے کی یہ خوبی ہے کہ جتنے جوتے مارو پھر تھوڑی دیر بعد ویسے کا ویسا ہو جاتا ہے اگر انسان کے حالات بگڑ جائیں پھر دیکھیں کیا کچھ ہوتا ہے اور کیا کچھ کہتا پھرتا ہے۔

انسان اور کتا:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، سارا دن انسان اللہ کی نعمتیں

کھاتا ہے اگر ذرا سی کوئی تکلیف ہو جائے تو شکوے اور شکائتیں شروع کر دیتا ہے۔ جب ان باتوں پر غور کیا تو پھر سمجھ میں آیا کہ کتا اپنے مالک کا زیادہ وفادار ہوتا ہے اس لئے انسان اپنی بے وفائی کی وجہ سے خسیس کتے سے بھی گھٹیا ہے۔

ہلاکت ہی ہلاکت:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، یہ خود پسندی کا گناہ بہت عام ہے۔ جس نے اپنے آپ کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اللہ تعالیٰ کی اس پر پسندیدگی کی نظر نہیں پڑتی۔ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ شیشہ دیکھ کر خوش ہوئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، عائشہ! تو ہلاک ہوگئی۔ گویا خود پسندی سے بچنے کی تلقین فرمائی۔

تکبر و عجب کا علاج:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، ہم تو اپنی خوبیاں بیان کرتے پھرتے ہیں میں یہ ہوں، میں وہ ہوں۔ یہ باتیں تو گنا ہوں کا پنڈورا باکس ہیں۔ صحابہؓ کو اپنے اندر خامیاں نظر آتی تھیں ہمیں خوبیاں نظر آتی ہیں۔ ایک دن حضرت عمرؓ نے صحابہؓ کو ممبر کے قریب اکٹھا کیا اور منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ تو وہی تو ہے جس کی ماں خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ کیا ہوا؟ آپؓ نے تو کچھ کہا ہی نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا فتوحات کی کثرت سے میرا دل خوش ہو رہا تھا کہ اے عمرؓ! تیری سلطنت اتنی وسیع ہے۔ میں نے اس عجب کا علاج کیا ہے کہ تو وہ ہے کہ جس کی ماں خشک گوشت کھایا

کرتی تھی ۔ اور ہم انہیں بزرگوں کے نام لیوا ہیں مگر ہماری حالت یہ ہے کہ ہم بیان کرتے ہیں اور پھر لوگوں سے پوچھتے پھرتے ہیں کہ کیسا بیان کیا؟ وہ کہتے ہیں واہ واہ کیا بات ہے ۔

خوبیاں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، اگر کبھی اپنے میں کوئی خوبی نظر آئے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے اور سوچیں جو خوبیاں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں ہیں ، رحمتیں ہیں ، کمال کمال والے ہی کو زیبا ہے ، ہمیشہ خوبیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں تاکہ تکبر اور عجب سے بچ سکیں ۔ ہاں برائی کو اپنی طرف منسوب کریں ادب یہی ہے ۔ اپنے نفس کو ملامت کرتے رہیں لیکن انسانی نفس برائی کو چھپانا چاہتا ہے مثلاً ایک بچہ بھی اگر غلط کام کر کے آئے گا تو جھوٹ بول کر چھپانے کی کوشش کرے گا وہ بچہ بھی برائی کو ظاہر کرنا نہیں چاہتا کیونکہ ملامت ہوتی ہے ۔

عبرت انگیز واقعہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا اگر اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دے تو ہم ہدایت پر نہیں رہ سکتے ۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک آدمی نے ایک عورت پر غلط نظر ڈالی اور اس کے عشق میں مبتلا ہو گیا اور مرتد ہو گیا اور مرتد ہو کر مندر میں جا بیٹھا ۔ اس لئے انسان ہمیشہ کرتا بھی رہے اور اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈرتا بھی رہے ۔

میں کے لفظ سے پرہیز:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، اگر کسی سے اپنی تعریف سنے تو

فوراً اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے۔ اگر کسی سے اپنے متعلق اچھے الفاظ سنے تو اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے یہ سوچ کر کہ میرے اندر یہ خوبی اللہ نے پیدا کی ہے۔ اسی لئے ہمارے حضرات اتنی احتیاط کرتے تھے کہ ''میں'' کے لفظ کے بجائے وہ فقیر کا لفظ استعمال کرتے تھے وہ اپنے آپ کو مٹاتے تھے۔ اگر کوئی تعریف کرے تو سجدہ ریز ہو کر اللہ کے حضور عرض کرے کہ یا اللہ! تو نے گناہوں کے باوجود چھپایا ہوا ہے یہ تیری صفت ستاری کا صدقہ ہے کہ زندگی گزار رہے ہیں۔

تیری بندہ پروری سے میرے دن گزر رہے ہیں
نہ گلہ ہے دوستوں کا نہ شکایت زمانہ

اللہ والوں کی خدمت کرنے کی حکمتیں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ ہمارے عیب کھول دیں تو ہم ایک دوسرے سے نفرت شروع کر دیں۔ والد اولاد سے نفرت کرے، خاوند بیوی سے نفرت کرے، دوست دوست سے نفرت کرنے لگ جائے۔ ہم تو اس کی صفت ستاری کے صدقے جی رہے ہیں۔ عجب اور خود پسندی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ لطف کی بات ہے کہ یہ فیصلہ خود اپنی ذات سے ہونا ہے اگر اپنی خوبیوں پر فریفتہ رہے تو عجب ہے اگر لوگ تعریفیں کرتے ہیں اور وہ دل میں عجب محسوس نہیں کرتا بلکہ شکر ادا کرتا ہے اور ڈرتا ہے یہ اس کے لئے آزمائش تھی۔ ہم نے اپنے مشائخ سے سیکھا ہے کہ جب کوئی ان کا جوتا اٹھاتا تو وہ کانپتے تھے، ڈرتے تھے۔ منع اس لئے نہیں کرتے تھے کہ خدمت کرنا دوسروں کا حق ہے۔ حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ پہلے بدن نہیں دبوایا

کرتے تھے پھر بیانات میں فرماتے تھے کہ دبانے سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے تو مجھے نہیں روکنا چاہئے تھا اور آخری عمر میں دبوالیا کرتے تھے۔

اس دور کا المیہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا، کمالات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور نقائص کو اپنی طرف سے سمجھے۔ اگر کوئی ادب کرے، جوتے اٹھائے تو علیحدہ ہو کر روئے کہ اللہ تعالیٰ نے چھپایا ہوا ہے۔ آج وقت یہ آ گیا ہے کہ کبیرہ گناہ بھی کر جاتے ہیں اور پھر اس کو گناہ بھی نہیں سمجھتے۔ اس دور کا بہت بڑا المیہ ہے کہ لوگ گناہ کو جائز کرنے کے لئے مختلف Logic گھڑ لیتے ہیں اور اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں اپنے عیب اور نقائص دیکھتے رہنا چاہئے تاکہ ہماری اصلاح ہو سکے۔

نہ تھی اپنی برائیوں کی جو خبر دیکھتے رہے اوروں کے عیب و ہنر\
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

اللہ تعالیٰ کی ستاری:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا جیسے کوئی شیر سے ڈرتا ہے اسی طرح اپنی ''میں'' اور تعریف سے ڈرنا چاہئے ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ بہت بڑے شیخ تھے۔ ایک دفعہ فرمانے لگے، میری ایک دفعہ ریح بند ہو گئی اور زمین پر لوٹنے پوٹنے لگا، ایسا لگتا تھا کہ جان ہی نکل جائے گی۔ پھر فرمایا، کہ جو بندہ اپنی گندی ہوا کے خارج کرنے پر قادر نہ ہو کیا وہ اونچا بول سکتا ہے؟ مریدین نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا، آج خواب میں

حضور ﷺ نے فرمایا اور بشارت دی کہ من حیث القوم جیسی آپ نے اتباع سنت والی جماعت بنائی ہے ایسی جماعت دنیا میں اس وقت کہیں نہیں ہے۔ ایک بزرگ کہتے تھے کہ بکری میں میں کرتی ہے دیکھیں پہلے اسے ذبح کرتے ہیں پھر بوٹیاں بنتی ہیں، دانتوں سے چبوایا جاتا ہے اور ہڈیاں تڑوائی جاتی ہیں، آنتیں جو بچ جاتی ہیں اسے دھنیا روئی دھننے کے لئے اپنی لکڑی میں بطور تار کے لگالیتا ہے۔ جب دھنی جاتی ہے پھر تو تو کی آواز آتی ہے۔ میں میں کو تو تو میں بدلنے کے لئے اتنا کچھ کرنا پڑا۔ سبق یہی نکلا کہ میں میں اور عجب سے بچا جائے۔

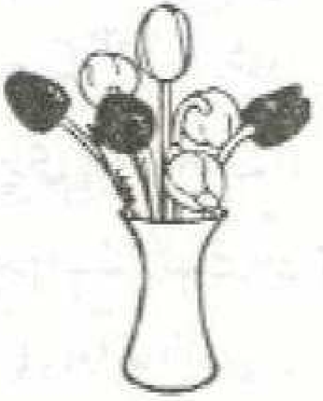

مجلس 18

دین اور مصائب

دوران سفر جھنگ سے لاہور تشریف لے جاتے ہوئے چند ارشادات فرمائے جو پیش خدمت ہیں۔

مقصد زندگی:

حضرت جی دامت برکاتہم کی مجلس مبارکہ میں صحابہؓ کا ذکر مبارک ہوا۔ آپ نے صحابہؓ کی محنت، مجاہدہ کے متعلق ارشاد فرمایا، صحابہؓ میں سے بعض اونٹوں پہ پیدا ہوئے، اونٹوں پر ہی جوان ہوئے اور اونٹوں پر ہی موت آئی۔ دین کی خاطر اتنی محنت کی کہ بعد والے لوگ حیران ہیں۔ صحابہؓ نے اپنی زندگی کا مشن جہاد اور اللہ کی رضا کو بنایا ہوا تھا انہوں نے خدمت دین کرتے کرتے وفات پائی۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی

دین کا غم:

حضرت جی دامت برکاتہم نے اللہ کے لئے محنت کرنے کے جذبے کی

وضاحت کرتے ہوئے فرمایا، فقیر ہر جگہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اپنوں سے نکل کر اپنوں میں آ گیا ہوں۔ فرمایا، اس دین کی ظاہری شکل کی وجہ سے اتنی محبت ہے اگر اس کی حقیقت نصیب ہو جائے تو پھر کتنی محبت ہو گی۔ دراصل اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنا اور اللہ ہی کی خاطر دشمنی کرنا بہت بڑی نیکیوں میں سے ہے۔ یہ عاجز جگہ جگہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا پیغام لے کر پھر رہا ہے

میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا، بعض لوگ سوچتے ہیں کہ سیر کرنے کا خوب موقع ملتا ہے۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑے درد سے فرمایا کہ سیر کی بھی کوئی حد ہوتی ہے، کوئی انسان کتنی سیر کرے گا، یہ دین کا غم ہے جو چین سے بیٹھنے نہیں دیتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالی زندگی:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور حضرت موسیٰ کی زندگی آپس میں بڑی مشابہت رکھتی ہے۔ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا) سفر سقر ہے لیکن وسیلہ ظفر بھی ہے۔ حضرت موسیٰ کی زندگی میں تو پیدا ہوتے ہی دریا کا سفر شروع ہو گیا۔ پھر فرعون سے آزادی کے بعد میدان تیہ میں سفر ہی سفر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دیکھا جائے تو سفر ہجرت ہے، جنگوں کے لئے سفر ہیں، مختلف مشن کے لئے سفر ہیں، دعوت و تبلیغ کے لئے دن رات سفر ہی سفر ہے۔ ہر مہینہ اگر ایک پلنگ کا انتظام کرنا پڑ جائے تو مصیبت بن جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں کا حساب لگایا جائے تو تقریباً ہر مہینہ میں جنگ پڑتی ہے۔

ذرا حضور ﷺ کی زندگی کی سختیوں کا اندازہ لگائیں کہ ہر مہینہ گویا ایک جنگ کا سامان کرنا پڑتا تھا۔ تمام انبیا کو مختلف قسم کی آزمائشیں آئیں لیکن حضور ﷺ کو سب سے زیادہ مصیبتیں پہنچائی گئیں۔

چیلنج:

حضرت جی دامت برکاتہم نے کامل یقین کے ساتھ اور بڑے دلچسپ انداز سے فرمایا کہ میں نے کئی دفعہ بیرون ملک چیلنج کیا کہ اتنے تھوڑے وقت میں حضور ﷺ نے اتنے تھوڑے ذرائع کے ساتھ اتنے بڑے رزلٹ پیدا کیے۔ اگر تم خود نہیں دیکھ سکتے تو آؤ ہم تمہیں دکھاتے ہیں۔ حقیقت تو وہ جسے دشمن بھی مان جائے۔ سویڈن کا واقعہ ہے کہ وہاں لوگوں سے یہ سوال پوچھا گیا کہ تمہاری پسندیدہ شخصیت کونسی ہے؟ تو سویڈن کے غیر مسلم لوگوں نے 65%Voting کے ذریعے یہ فیصلہ دیا کہ ہماری پسندیدہ شخصیت نبی ﷺ ہیں۔

اپنا اپنا تجھے سب کہتے ہیں اللہ اللہ
شیخ و میخوار جدا کافر و دیندار جدا

مجلس 19

کامیاب انسان اور ناکام انسان

کامیاب انسان کون ہے؟

کامیاب انسان اور ناکام انسان کون ہے؟ کائنات کی ہر چیز کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے۔ یہ زمین و آسمان وغیرہ کے پیدا کرنے کا مقصد ہے۔ مقولہ ہے فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ (دانا کا کوئی کام دانائی سے خالی نہیں ہوتا)

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ٥

(کیا تمہیں فضول پیدا کیا گیا ہے اور تم نے ہماری طرف لوٹ کر نہیں آنا ہے)

اسی طرح انسان کا بھی مقصد ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور معرفت کا حاصل کرنا ہے۔ جس انسان کی زندگی مقصد پر گزری وہ ہے کامیاب انسان اور جس کی زندگی مقصد پر نہ گزری وہ ہے ناکام انسان۔ یہ میلے ٹھیلے یہیں رہ جائیں گے

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا
جب لاد چلے گا بنجارا

ہر ملک کی ایک کرنسی ہوتی ہے مثلاً روس کی روبل ہے، جاپان کی ین ہے،

پاکستان کی روپیہ ہے۔ انسان جس ملک میں رہتا ہو اور اس ملک کی کرنسی اس کے پاس ہوگی تو بڑے مزے سے رہے گا۔ اسی طرح آخرت کی کرنسی بھی بندے کی نیکیاں ہیں جس کے پاس یہ زیادہ ہوں گی وہ بڑے مزے سے رہے گا۔ اسے موت، قبر، حشر، اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کے وقت ہر جگہ آسانی ہوگی۔ اس لئے ہم کسی نیکی کو چھوٹا سمجھ کر چھوڑیں نہیں اور کسی گناہ کو چھوٹا سمجھ کر کریں نہیں۔ حضرت حافظ ابن قیمؒ فرماتے تھے کہ یہ نہ سمجھو کہ گناہ چھوٹا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ نافرمانی کس کی ہو رہی ہے۔

عبرت ناک واقعہ:

ارشاد فرمایا، جب نیک انسان فوت ہوتا ہے تو زمین کے وہ ٹکڑے روتے ہیں کہ جہاں بیٹھ کر وہ عبادت کرتا تھا، آسمان کے وہ دروازے روتے ہیں جہاں سے اس کا رزق اترتا تھا۔ نافرمان بندہ جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو بعض اوقات عبرت کی خاطر اللہ تعالیٰ کی پکڑ آجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اسی دنیا میں تگنی کا ناچ نچا دیتا ہے۔

ایک فرسٹ کلاس گزیٹڈ افسر کا واقعہ ہے، افسروں کو جس طرح افسری کا مان ہوتا ہے اس کو بھی افسری کا بڑا مان تھا۔ کار، کوٹھی وغیرہ سب کچھ موجود تھا۔ آج کل لوگوں نے پیسے کو عزت کا معیار بنایا ہوا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت کا معیار تو تقویٰ ہے۔ اس کے پاس بھی خوب دنیاوی ساز و سامان تھا۔ اس کے گھر کے ساتھ ایک مسجد تھی جس میں سپیکر بھی لگا ہوا تھا۔ مسجد والوں نے صبح کی اذان دے دی کیونکہ کچھ بوڑھے لوگ ہوتے ہیں جو اذان سن کر آتے ہیں ویسے بھی اذان مسلمانوں کا شعار ہے، نماز کے لئے بلانے کا طریقہ ہے۔ اس

افسر نے مؤذن کو منع کیا کہ صبح کی اذان نہ دیا کرو میری نیند خراب ہوتی ہے۔ اس مؤذن نے پھر دوسرے دن اذان کہہ دی۔ وہ افسر آیا، اس نے اس مؤذن کے دو چار تھپڑ رسید کر دیئے کہ میں نے تجھے منع کیا ہے کہ صبح کو اذان نہ دو میری نیند خراب ہوتی ہے۔ بس پھر کیا تھا غیرت الٰہی جوش میں آ گئی، وہ مؤذن بیچارہ تو تھپڑ کھا کر خاموش ہو گیا مگر اس افسر کی پکڑ آ گئی۔ اس پر فالج کا حملہ ہوا اور ٹانگیں بھی بیکار ہو گئیں افسرانہ مزاج تھا بیوی خدمت کرتی یہ پھر بھی جلی کٹی سناتا، بیوی میکے چلی گئی، بھائی کو فون کیا وہ اٹھا کر لے گیا۔ بھائی کے بچے چند دنوں میں تنگ ہو گئے کہ ہم خدمت کرتے ہیں یہ ذرا ذرا سی بات پر گالیاں دیتا ہے۔ بھائی کے بچے اتنے ناراض ہوئے کہ انہوں نے اسے اٹھا کر باہر کہیں روڈ پر رکھ دیا۔ سورج طلوع ہوا، گرمی لگنے لگی، پسینہ آنے لگا، رات بھی روٹی نہ کھائی تھی اب بھوک لگ رہی تھی۔ آنے جانے والوں سے روٹی مانگ رہا ہے۔ فرسٹ کلاس گزیٹڈ افسر ہے مگر اللہ کی پکڑ میں آ گیا اور حالت یہ ہو گئی کہ آنے جانے والوں سے روٹی مانگ رہا ہے۔ کسی نے روٹی لا کر دی، کہا کھلا دو۔ اس نے کہا ہاتھ نہیں ہے۔ اب ذرا منظر سوچئے اور عبرت حاصل کیجئے کہ روٹی کو پاؤں کے انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی کے ساتھ پکڑ کر کھانی پڑ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جب ناراض ہوتا ہے تو تکبر کا تاج نیچا دیتا ہے، یہ کاریں بہاریں یہیں رہ جائیں گی۔ ان پر تکبر نہ کرے اللہ تعالیٰ کی پکڑ اس دنیا میں بھی آ سکتی ہے۔ عاجزی و انکساری کا سہارا لے کر چلو ورنہ ٹھوکر کھا کر گر پڑو گے۔

نہ جا اس کے تحمل پہ کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ سخت ہے انتقام اس کا

مجلس 20

زندگی اور انقلاب

اصلاحی انقلاب ضروری ہے:

ارشاد فرمایا، حضرت ابراہیم ادھمؒ ایک بزرگ تھے جو کہ بلخ کے بادشاہ تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ رہیں بھی شاہانہ زندگی میں اپنے آپ کو بدلنا بھی نہ پڑے اور خود بخود پکے سچے مومن بن جائیں۔ رات کو محسوس کیا کہ کوئی چھت پر چل رہا ہے، پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا، آپ کا دوست ہوں اپنے اونٹ جو گم ہو گئے تھے ڈھونڈ رہا ہوں۔ کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے اونٹ چھتوں پر مل جائیں؟ فرمایا کہ یہ اس سے بھی زیادہ عجیب ہے کہ آپ اسی حالت میں رہنا چاہتے ہیں اور معرفت بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے مجاہدہ اور کوشش ضروری ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (جو ہمارے لئے کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت دے دیتے ہیں)

واقعہ عبرت:

ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادھمؒ کے لئے پھولوں کی سیج بنائی گئی۔ نوکرانی

نے سوچا چلو سیج تو بن گئی دیکھیں کیسی بنی ہے؟ وہ لیٹی اور اسے نیند آ گئی۔ بادشاہ ابراہیم ادھمؒ نے دیکھا تو غصے ہوئے اور اسے مارا۔ پہلے تو وہ روئی اور پھر ہنسی۔ پوچھا کیوں روئی تھی اور کیوں ہنسی تھی؟ کہا کہ روئی اس لئے تھی کہ مار پڑی تھی اور ہنسی یہ سوچ کر کہ میں تو تھوڑی دیر سوئی تو اتنی مار پڑی تو جو ہر روز سوتا ہے اسے کتنی مار پڑے گی؟

دنیا سرائے کی مانند ہے:

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے صبح کو دربار لگایا، ایک نوجوان آیا اور آگے ہی بڑھتا چلا گیا۔ بادشاہ نے کہا کہ تو کون ہے؟ اس نوجوان نے کہا یہ مجھے سرائے لگ رہی ہے، یہاں رات گزارنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ سرائے تو نہیں ہے یہ تو بادشاہ کا محل ہے۔ اس نوجوان نے پوچھا، پہلے یہاں کون رہتا تھا؟ بادشاہ نے کہا کہ میرا باپ رہتا تھا۔ اس نے پوچھا، تیرے باپ سے پہلے کون رہتا تھا؟ بادشاہ نے کہا کہ میرا دادا رہتا تھا۔ اس نے پوچھا کہ تیرے بعد کون رہے گا؟ اس نے کہا کہ میرے بیٹے رہیں گے۔ پوچھا کہ بیٹوں کے بعد کون رہے گا؟ کہا، میرے پوتے رہیں گے۔ اس نوجوان نے کہا کہ ایک جا رہا ہے ایک آ رہا ہے خود ہی بتائیے کہ یہ محل ہے یا سرائے ہے؟۔

توبہ کا واقعہ:

حضرت ابراہیم ادھمؒ ایک دفعہ شکار کے لئے گئے، ہرن کے پیچھے گھوڑا دوڑایا۔ ہرن کو اللہ تعالیٰ نے قوت گویائی عطا فرمائی۔ کہا کہ مجھے تو آپ کے شکار کے لئے بھیجا گیا ہے آپ مجھے شکار کرنا چاہتے ہیں۔ بس توبہ تائب ہو گئے۔ آگے ایک گڈریا ملا اس سے کپڑے بدل لئے اور اللہ والوں کی صحبت

کے لئے نیشاپور پہنچے۔ وہاں ایک بزرگ سے بیعت کی اور معرفت، محبت الٰہی کی منزلیں طے کرنی شروع کر دی۔

حج اور محبت الٰہی:

حضرت ابراہیم ادھمؒ کے دل میں آیا کہ حج کے لئے چلوں۔ محبت الٰہی کا ایسا غلبہ تھا ہر ہر قدم پر دو رکعت نفل پڑھتے اور مکہ پہنچ کر فرمایا کہ لوگ تو پاؤں کے بل چل کے آتے ہیں اور میں پیشانی کے بل چل کر آیا ہوں۔

نیک دوست:

ارشاد فرمایا کہ جب حج کو جائے تو کوئی نہ کوئی نیک دوست ساتھ ہو تاکہ وہ رہنمائی کرتا رہے۔ ہمارے مشائخ کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ مدینہ پاک میں ایک کلام ختم کرتے تھے گویا وہ حضورﷺ کو سناتے تھے۔

قابل رشک موت:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ایک دوست تھے۔ میرے پاس آتے تو نصیحت سے بغیر نہ جاتے تھے۔ امیر آدمی تھے اللہ تعالیٰ نے حج وعمرہ کے لئے قبول کر لیا تھا۔ خوش قسمتی کا اندازہ لگایئے رمضان المبارک میں اعتکاف میں تھے اور سجدے کی حالت میں ریاض الجنہ میں موت آگئی۔ مجھے اس کی موت پر بڑا رشک آیا۔ فرمایا کہ رہنا ہو تو مکہ میں رہو اور موت آئے تو مدینے میں آئے۔

مدینہ شریف سے محبت کا واقعہ:

ارشاد فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے دعا مانگی، اے اللہ! تو اپنے راستے میں

شہادت نصیب فرما اور اپنے حبیب ﷺ کے دیار میں جگہ نصیب فرما۔ وصیت فرمائی کہ وفات کے بعد میری چارپائی روضہ رسول ﷺ کے آگے رکھ دینا اور عرض کر دینا کہ غلام اجازت چاہتا ہے، جب وصیت کے مطابق ایسا کا گیا تو حجرے کا دروازہ کھل گیا۔ مدینہ وہ جگہ ہے کہ ہر روز 70 ہزار فرشتے اترتے ہیں اور جو ایک دفعہ اترتا ہے اس کی دوسری دفعہ باری نہیں آتی۔

مدینہ سے محبت کا واقعہ:

ارشاد فرمایا کہ حضرت امام مالکؒ ادب کی وجہ سے قضائے حاجت کے لئے مدینہ سے باہر جاتے اور قضائے حاجت بھی اس طرح کرتے کہ ایک پاؤں حدود حرم میں رہے اور گندگی حرم سے باہر گرے۔ ایک لمحہ بھی حرم مدینہ سے باہر رہنا نہیں چاہتے تھے۔ نبی ﷺ کے دیار سے ایسی محبت تھی۔